تحمل مزاجی کی
فضیلت

12--March-2020

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Sisters)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

مدینے کے تاجدار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَوْلَى النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاةً

یعنی قِیامَت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا، جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا ہوگا۔ (ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاة...الخ، ۲/۲۷، حدیث: ۴۸۴)

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت اِرشاد فرماتے ہیں: قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا، جو حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ رہے اور حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ہمراہی (یعنی آپ کا ساتھ) نصیب ہونے کا ذریعہ دُرُود شریف کی کثرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا! دُرُود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنّت ملتی ہے اور اس سے بزمِ جنّت کے دُولہا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم) ملتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۲/۱۰۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم "**نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِه**" مسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

اہم نکتہ: نیک اور جائز کام میں جتنی اچھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورتاً سِمٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰه، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحہ اور اِنفرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آج ہم تَحَمُّل مزاجی (یعنی قُوّتِ برداشت) سے مُتَعلّق بیان سنیں گی۔ سب سے پہلے تَحَمُّل مزاجی پر ایک حکایت بیان کی جائے گی۔ تَحَمُّل مزاجی کسے کہتے ہیں؟ یہ بھی بیان کیا جائے گا۔ احادیثِ مبارکہ میں تَحَمُّل مزاجی اور معاف کرنے کے جو فضائل آئے ہیں، وہ بھی بیان کئے جائیں گے۔ اللہ والوں کی تَحَمُّل مزاجی کے بھی کچھ واقعات بیان کئے جائیں گے۔ تَحَمُّل مزاجی کا بنیادی تعلق غُصّہ دبانے سے ہے، لہٰذا غُصّہ پر قابو پانے کے بھی کچھ طریقے بیان کئے جائیں گے۔ حضرت

1 ۔۔۔ معجم کبیر، سہل بن سعد الساعدی...الخ، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا عُرس بھی چونکہ اسی مہینے میں ہے، اس لیے مختصراً اُن کی سیرت کی جھلکیاں بھی سنیں گی۔ آیئے! سب سے پہلے ایک حکایت سنتی ہیں:

قُوّتِ برداشت ہو تو ایسی!

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اسلام قبول کرنے کے لیے لوگ حاضر ہوا کرتے۔ ایک دن یمنی بادشاہوں کی اولاد سے حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ وفد کی صورت میں بارگاہِ رسالت میں اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ انہیں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بتایا: رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین دن پہلے ہی تمہارے آنے کی خبر دے دی تھی۔ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ان پر بے حد شفقت فرمائی، ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھادی، اپنے قریب بٹھایا، منبرِاقدس پر ان کے لیے تعریفی کلمات ارشاد فرمائے، بَرَکت کی دُعا فرمائی اور حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو ان کے رہنے کی جگہ تک لے جانے کا کام دیا۔ حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اس وقت نوجوان تھے، آپ بھی مکے کے ایک سردار کے صاحبزادے تھے، لیکن پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت کی بَرَکت سے مزاج میں سرداروں والی بات نہ تھی۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا حکم ملتے ہی حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فوراً حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے ساتھ چل دیئے۔ حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اونٹنی پر سوار تھے جبکہ حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ چونکہ گرمی زیادہ تھی اس لیے کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد انہوں نے حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے کہا: گرمی بہت زیادہ ہے، اب تو میرے پاؤں اندر سے بھی جلنے لگے ہیں۔ آپ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیجیے۔

حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے کہا: کم از کم اپنے جوتے ہی پہننے کے لیے دے دیجیے تاکہ میں گرمی سے بچ سکوں۔ حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے کہا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو بادشاہوں کا لباس پہن سکیں۔ تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ میری اونٹنی کے سائے (Shadow) میں چلتے رہو۔ یہ سُن کر حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عالیشان قوتِ برداشت کا مظاہرہ کیا اور زبان سے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پورے ملکِ شام کے گورنر بن گئے تو حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو دمشق بُلایا، جب یہ دمشق گئے تو حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ان سے نہایت احترام سے پیش آئے اور ماضی کے اس واقعے کا بدلہ لینے کی بجائے حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور فرمایا: میرا تخت بہتر ہے یا آپ کی اونٹنی کی کوہان؟ حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے کہا: اے امیرُ المؤمنین! میں اس وقت نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور جاہلیت کا رواج وہی تھا، جو میں نے کیا۔ اب اللہ پاک نے ہمیں اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپ نے جو کچھ کیا وہی اسلام کا طریقہ ہے۔

حضرت وائل بن حُجْر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے اس نرم رَوَیّے سے اس قدر متأثر ہوئے کہ آپ نے فرمایا: کاش میں نے انہیں اپنے آگے سوار کیا ہوتا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس حکایت سے معلوم ہوا! **ہمارے آقا** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم **کے صحابہ** تَحَمُّل مزاج (یعنی قُوّتِ برداشت اور نرم مزاج والے) ہوتے تھے۔ ☆ مَحَبَّت بھرا سُلوک فرمانے والے تھے۔ ☆ عاجزی و انکساری سے بھرپور تھے۔ ☆ صبر و تحمل کے عادی ہوتے تھے۔ ☆ نرم دل اور مہربان ہوتے تھے۔ ☆ دوسروں کے بُغض و کینہ سے پاک ہوتے تھے۔ ☆ بُرے سُلوک پر بھی اچھا

[1] . . . معجم صغیر، من اسمه یحیی، ۲/۱۴۳، مسند بزار، مسند وائل بن حجر، ۱۰/۳۴۵، حدیث: ۴۴۷۵، تاریخ المدینة المنورة، وفاة وائل بن حجر الحضرمی، ۲/۵۷۹، الجزء الثانی، الاصابة، وائل بن حجر، ۶/۴۶۶، رقم: ۹۱۲۰ ملخصاً از فیضان امیر معاویہ، ص ۱۳

سلوک کیا کرتے تھے۔☆ برائی کا بدلہ بھی اچھائی سے دیتے تھے۔☆ بُردبار ہوتے تھے۔☆ بدلہ لینے کی بجائے مُعاف کرنے والے ہوتے تھے۔ اے کاش ! ہم بھی ان کے طریقے پر چلنے لگ جائیں اور تَحَمُّل مزاجی کو اپنی عادت بنالیں۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس حکایت میں صحابیِ رسول، کاتبِ وحی حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا بھی ذکر ہے، اسی ماہ یعنی رجب المرجب میں حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا عُرس مُبارک بھی ہے، آیئے! اسی مُناسَبَت سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی سیرت و کردار سے مُتَعَلِّق مختصراً سنتی ہیں:

حضرت امیرِ مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا ذکرِ خیر

حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا نام ”معاویہ“ ہے۔ آپ کی کنیت ”ابو عبد الرحمٰن“ ہے،[1] حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ولادت (Birth) اعلانِ نُبُوَّت سے پانچ سال پہلے (تقریباً 604 عیسوی) میں ہوئی۔[2] آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لمبے قَد والے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا رنگ سفید و خوبصورت اور شخصیت رُعب والی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سر مبارک میں مہندی لگایا کرتے تھے۔[3] آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے خاص صلح حُدَیْبِیہ کے دن 7 ہجری کو اسلام قبول کیا پھر فتحِ مکہ کے دن اس کا اعلان فرمایا۔[4] حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ قوتِ برداشت میں اپنی مثال آپ تھے، چنانچہ

1 ... سیر اعلام النبلاء، معاویة بن ابی سفیان، ۴/۲۸۵
2 ... الاصابة، ذکر من اسمه معاویة، ۶/۱۲۰
3 ... الاصابة، معاویة بن ابی سفیان، ۶/۱۲۰، البدایة والنهایة، سنة ستین من الهجرة النبویة، وهذه ترجمة معاویة...الخ، ۵/۶۱۹
4 ... البدایة والنهایة، ۵/۶۱۹ ملخصاً

ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے سخت کلامی کی تو کسی نے کہا: اگر آپ چاہیں تو اسے سزا دے سکتے ہیں۔ فرمایا: مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میری رعایا کی کسی غلطی کی وجہ سے میری قوتِ برداشت کم ہو جائے۔[5]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! صحابیِ رسول حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی قوتِ برداشت سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہمیں بھی بُردباری کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ تَحَمُّل مزاج بننا چاہیے۔ اپنے اندر نرمی اور معاف کرنے کی عادات پیدا کرنی چاہئیں۔ دوسروں سے ہمیشہ اچھے سُلوک سے پیش آنا چاہیے۔ اپنے محارم یا دیگر اسلامی بہنوں کو تحائف دینے کی عادت بنانی چاہیے۔ ایسی عادتوں سے جہاں آپس کے تعلّقات (Relations) مضبوط ہوں گے، آپس کی محبتوں میں اضافہ ہوگا، وہیں معاشرے میں خوشگوار فضا بھی قائم ہوگی۔

تحمل مزاجی کے کیا معنٰی ہیں؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! تَحَمُّل مزاجی کا معنٰی ہے برداشت کرنا، غصہ نہ کرنا، آپے سے باہر نہ ہو۔ جبکہ تحمل مزاجی کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ غصے کے وقت پُر سکون اور مطمئن رہنا۔ (کتاب التعریفات، ص ۶۶، ماخوذاً)

یہ ایک ایسا بہترین عمل ہے جو خوش نصیب مسلمان یہ عمل کرتا ہے، اُس کا شُمار ربِّ کریم کے پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے، چنانچہ

5 ... حلم معاویه، ص ۲۲، رقم: ۱۴

پارہ4سورۂ اٰلِ عمران کی آیت نمبر134 میں اللہ کریم کا فرمان ہے:

وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَۚ(۱۳۴)

تَرْجَمَۂ کنزالعرفان: اور غصّہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ نیک لوگوں سے مَحَبَّت فرماتا ہے۔ (پ۴، آل عمران: ۱۳۴)

جبکہ ایک اور آیتِ مبارکہ میں معاف کرنے اور صبر و برداشت کی تعلیم اس طرح دی گئی ہے، چنانچہ پارہ18 سُورۂ نُور کی آیت نمبر22 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْاؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۲۲)

تَرْجَمَۂ کنزالعرفان: اور انہیں چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش فرمادے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ۱۸، النور: ۲۲)

شیطان کیا چاہتا ہے؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! معلوم ہوا! معاف کرنا اور درگزر کرنا اللہ پاک سے مغفرت پانے کا سبب ہے اور یہ عادت اللہ کریم کو بہت پسند ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شیطان اِنسان کا اَزَلی دشمن (Enemy) ہے، جیسا کہ اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا(۵۳)

تَرْجَمَۂ کنزالعرفان: بیشک شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈال دیتا ہے۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۵۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

☆**شیطان ہرگز یہ** گوارا نہیں کرے گا کہ مسلمان آپس میں مُتَّحِد رہیں، ☆ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں، ☆ایک دوسرے کی عزّت کے محافظ بنیں، ☆ایک دوسرے کی غَلَطیوں کو نظر انداز کریں، ☆درگزر سے کام لیں۔ ☆اپنے حقوق معاف کردیا کریں، ☆ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ رکھا کریں۔ ☆ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ بلکہ ☆**شیطان تو یہ چاہے گا** کہ مسلمان آپس میں خوب لڑائی جھگڑے کریں۔ ☆ایک دوسرے کی عزتوں پر کیچڑ اُچھالیں۔ ☆بداخلاقی اور گندی باتیں کریں۔ ☆ایک دُوسرے کو خوب گالیاں دیں۔ ☆اگر کوئی کسی کو ایک تھپڑ مارے تو بدلے میں دوسرا دو تھپڑ رسید کرے۔ ☆بڑے مرتبے اور اونچے عہدے والے مسلمان دُوسروں کو حقیر جان کر اپنے سے چھوٹوں کو چیونٹی برابر سمجھے۔ اَلْغَرَض! ☆مسلمان آپس میں لڑتے رہیں۔ اب ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم اپنے معاملات میں شیطان کی پیروی کرتی ہیں یا ربّ کریم کی پیروی کرتی ہیں۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ مسلمان چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے مرنے لگیں جبکہ ربّ کریم نے یہی حکم فرمایا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو معاف کریں، ایک دوسرے کو معاف کریں تاکہ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اس میں شک نہیں کہ کسی مسلمان سے غَلَطی (Mistake) ہو جانے پر تَحَمُّل مزاجی سے کام لیتے ہوئے اُسے معاف کرنا نفس پر بہت مشکل ہو جاتا ہے، لیکن اگر ہم تَحَمُّل مزاجی اور عَفْو و درگزر کی فضیلتوں کو پیشِ نظر رکھیں گی تو تَحَمُّل مزاج بننا آسان ہو جائے گا۔

آیئے! **تحمل مزاجی** اور **لوگوں کو معاف** کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اس کی فضیلت پر 4 احادیثِ مُبارکہ سنتی ہیں:

تحمل مزاجی اور درگزر کرنے کی فضیلت

(1) پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین (3) باتیں جس میں ہوں گی اللہ کریم

(قیامت کے دن)اُس کا حساب بَہُت آسان طریقے سے لے گا اور اُس کو اپنی رَحمت سے جنّت میں داخِل فرمائے گا۔ صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عَرْض کی:یَارَسُولَ الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!وہ کون سی باتیں ہیں؟فرمایا:(1)جو تمہیں مَحروم کرے تم اُسے عطا کرو،(2)جو تم سے تَعَلُّق توڑے تم اُس سے تَعَلُّق جوڑو اور(3)جو تم پر ظُلْم کرے تم اُس کو مُعاف کردو۔(معجم اوسط،۱۸/۴،حدیث:۵۰۶۴)

(2)ارشاد فرمایا:علم سیکھنے سے آتا ہے،تَحَمُّل مزاجی تکلیف برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور جو بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرے اسے بھلائی دی جاتی ہے اور جو شر سے بچنا چاہتا ہے،اسے بچایا جاتا ہے۔(تاریخ مدینۃ دمشق،الرقم:۲۱۶۲،رجاء بن حیویہ،۹۸/۱۸)

(3)ارشاد فرمایا:پانچ کام انبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی سنّت ہیں،ان میں سے ایک تَحَمُّل مزاجی بھی ہے۔(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا،کتاب الحلم،۲۴/۲،حدیث:۶)

(4)ارشاد فرمایا:بے شک انسان بُردباری کی وجہ سے روزہ دار اور شب بیدار کا درجہ پالیتا ہے۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا،کتاب الحلم،۲۷/۲،حدیث:۸ملتقطاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

شیطان کے وسوسے!

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ستّر(70) بار معاف کرنے کا ذکر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم خود کو تَحَمُّل مزاج بنائیں۔ کتنی ہی بڑی غلطیاں واقع ہو جائیں،ہمیں تَحَمُّل مزاجی نہیں چھوڑنی چاہیے۔آج ہم دیکھتی ہیں کہ کسی کی غلطی پر ایک آدھ بار تو صبر کرلیا جاتا ہے،لیکن اگر دوبارہ وہی غلطی سرزد ہو جائے تو بڑھا چڑھا کر بدلہ چکا دیا جاتا ہے اور بعض نادان تو ذرا ذرا سی بات پر فوراً غصے میں آجاتی ہیں اور پھر ایسے مواقع پر شیطان بھی وسوسے ڈالتا ہے کہ **"معاف کرتی رہی تو پھر جی لیا تم نے"** "اگر نرم دل بن گئی تو دنیا میں گزارا مشکل ہے"،**"آج کل در گزر سے کام نہیں لینا چاہیے"**،**"معاف کرنے کا زمانہ نہیں ہے بہن!"** وغیرہ وغیرہ۔ تو یاد رکھئے!ایسی باتوں پر ہرگز توجہ نہ دیجئے۔تَحَمُّل مزاجی سے کام لیتے ہوئے دوسروں کو معافی اس لیے تھوڑی دینی چاہئے کہ اس سے دنیا سنور جائے بلکہ تَحَمُّل مزاجی اور عفو و در گزر تو آخرت کو بہتر بناتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگانِ دِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا معمول تھا کہ جتنا بھی بڑا نقصان ہو جاتا وہ تَحَمُّل مزاجی اور در گزر کا دامن نہ چھوڑتے۔

آئیے!ترغیب کے لیے بزرگوں کی تَحَمُّل مزاجی اور معاف کر دینے پر تین(3)حکایات سنتی ہیں،چنانچہ

(1)معاف کرنا قدرت کے بعد ہی ہوتا ہے!

حضرت مَعْمَر بن راشد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بَیان کرتے ہیں:ایک شخص نے حضرت قتادہ بن دِعامہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے کو زوردار تھپڑ مارا۔آپ نے بِلال بِن اَبِی بُردَہ سے اُس کے خلاف مدد چاہی چنانچہ بِلال بِن اَبِی بُردَہ نے تھپڑ مارنے والے کو بُلایا اور بَصرہ کے سَرداروں کو بھی بُلایا۔وہ آپ سے اُس شخص کی سفارش کرنے لگے لیکن آپ نے سفارِش قَبول نہ کی اور بیٹے سے فرمایا:"تم بھی اُسی طرح اِسے تھپڑ مارو جس طرح اِس نے تمہیں مارا تھا اور فرمایا:بیٹا!آستینیں(Sleeeves)اُوپر کر لو اور ہاتھ بلند کر کے زوردار تھپڑا مارو۔"چنانچہ بیٹے نے آستینیں اُوپر کیں اور تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ بلند کیا تو آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا:**"ہم نے اللہ پاک رِضا کے لئے اُسے مُعاف کیا،کیونکہ کہا جاتا ہے کہ مُعاف کرنا قُدرت کے بعد ہی ہوتا ہے۔"**(اللہ والوں کی باتیں،۵۱۹/۲ملتقطاً)

(2)ظلم کرنے والے کو بھی دعا دی

"اِحیاء العلوم" جلد 3 کے صفحہ نمبر 216 پر لکھا ہے: ایک مرتبہ حضرت اِبراہیم بن اَدہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کسی صَحرا کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں آپ کو ایک سپاہی ملا، اُس نے کہا تم غلام ہو؟ فرمایا: ہاں! اُس نے کہا: بستی کس طرف ہے؟ آپ نے قَبْرِستان کی طرف اِشارہ فرمایا۔ سپاہی نے کہا: میں بستی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ فرمایا: وہ تو قبرستان ہی ہے۔ یہ سُن کر اُسے غُصّہ آگیا اور اُس نے کوڑا آپ کے سَر پر دے مارا اور زخمی کر کے آپ کو شہر کی طرف لے گیا۔ آپ کے ساتھیوں نے دیکھا تو سپاہی سے پوچھا: یہ کیا ہوا؟ سپاہی نے ماجرا بیان کر دیا۔ اُنہوں نے سپاہی کو بتایا یہ تو (زمانے کے ولی) حضرت اِبراہیم بن اَدہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔ یہ سُن کر وہ گھوڑے سے اُترا اور آپ کے ہاتھ پاؤں چُومتے ہوئے مَعْذِرَت کرنے لگا۔ آپ سے پوچھا گیا: آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں غلام ہوں۔ فرمایا: اُس (سپاہی) نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ تم کس کے غلام ہو؟ بلکہ صِرْف یہ پوچھا کہ تم غلام ہو؟ تو میں نے کہا: ہاں! کیونکہ **میں ربِّ کریم کا غلام** (یعنی بندہ) **ہوں**۔ جب اُس نے میرے سَر پر مارا تو میں نے اللہ پاک سے اُس کے لئے جنّت کا سُوال کیا۔ عَرْض کی گئی: اُس نے آپ پر ظُلم کیا تو آپ نے اُس کے لئے دعا کیوں مانگی؟ فرمایا: **مجھے یہ معلوم تھا کہ تکلیف برداشت کرنے پر مجھے ثواب ملے گا، لہٰذا میں نے یہ مناسب نہ جانا کہ مجھے تو ثواب ملے اور وہ عذاب میں گرفتار ہو جائے۔** (احیاء العلوم، ۳/۲۱۶ ملخصاً)

(3) غلام آزاد کر دیا

حضرت امام جعفر صادق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے ایک غلام کے ہاتھ سے آپ کے کپڑوں پر پانی گر گیا، تو آپ نے اسے تیز نظروں سے دیکھا، غلام نے کہا: میرے آقا! وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ (اور غُصّہ پینے والے)۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنا غُصّہ پی لیا۔ غلام نے پھر کہا: وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (اور لوگوں سے در گزر کرنے والے)۔ آپ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کیا۔ غلام نے کہا: وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں)۔ آپ نے فرمایا: جا! تُو اللہ پاک کی رِضا کے لئے آزاد ہے اور میرے مال میں سے ایک ہزار دِینار بھی تیرے ہیں۔ (بحرالدموع، ص ۲۰۲، آنسوؤں کا دریا، ص ۲۷۴ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ اللہ کے نیک بندوں کے اَخلاق (Manners) کتنے عُمدہ ہوتے ہیں کہ اگر کوئی تکلیف دے، تب بھی غُصّے میں آنا اور اس سے بدلہ لینا تو دور کی بات ہے یہ حضرات تو اس کے بدلے میں اسے طرح طرح سے نوازا کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی عظیم ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلیں اور اپنی ذات کے لئے بدلہ لینے کے بجائے انہیں مُعاف کر کے ثوابِ آخرت کے حق دار بنیں۔

تَحَمُّل مزاج بننے کیلئے غُصّے سے بچئے!

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم تَحَمُّل مزاجی سے متعلق سُن رہی تھیں۔ خلافِ مزاج بات ہونے پر آپے سے باہر نہ ہونا اور صبر کی چادر لپیٹ لینا بھی تَحَمُّل مزاجی میں شامل ہے۔ آج کے دور میں تَحَمُّل مزاجی سے کام لینا یقیناً ہِمّت والے کاموں میں سے ہے۔ کیونکہ ہمارے مزاجوں میں غُصّہ جڑ پکڑ چکا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناک بھوں چڑھانا، آپے سے باہر ہو جانا، فضول بک بک کرنا، گندی باتوں سے زبان کو آلودہ کرنا اور لڑنے مارنے پر کمربستہ ہو جانا، یہ سب ہمارے ہاں عام ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ غُصّے پر قابو نہ کرنا بھی ہے۔

یاد رکھئے! غُصّہ ایک ایسی آگ ہے جو بُجھنے پر انسان کو جلی ہوئی عمارت کی طرح ویران اور بے کار

چھوڑ جاتا ہے۔بے جا غُصّہ ختم ہونے کے بعد افسوس اور شرمندگی انسان کو گھیر لیتے ہیں۔تَحَمُّل مزاج بننے اور اس کی فضیلتیں پانے کے لیے غُصّے پر قابو(Control) رکھنا بڑا ضروری ہے۔بہت سی بُرائیوں کو جنم دینے کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی بہت تباہ کُن ثابت ہوتا ہے۔☆انسان کو کئی گناہوں میں مُبْتَلا کر سکتا ہے۔☆مار دھاڑ کی طرف اُبھارتا ہے۔☆دوسروں کی عزّتوں کی پامالی کا سبب بنتا ہے۔☆بے حیائی کی باتوں اور بُرا کلام کرنے پر اُبھارتا ہے۔☆دوسروں کی نفرتوں کا سبب بناتا ہے۔☆دوسروں کے حقوق کو ضائع کرنے کا سبب بنتا ہے۔☆حق دار کو اس کا حق دینے سے روکتا ہے۔☆انسان کے ظاہر اور باطن کے فرق کو واضح کر دیتا ہے۔☆ محبتوں کو ختم کر دیتا ہے۔☆دُوریوں کو فروغ دیتا ہے۔☆گہرے اور مضبوط رشتوں کو بھی بہالے جاتا ہے۔☆ صلۂ رحمی سے محروم کر دیتا ہے۔☆ شفقت و مہربانی جیسی بہترین صفات سے دُور کر دیتا ہے۔☆کئی بُری چیزوں کی طرف لے جاتا ہے۔

یاد رکھئے! بہت زیادہ غصے میں مُبْتَلا ہو کر مضبوط چیزوں کو توڑ دینا، طاقتوروں کو پچھاڑ دینا اور دوسروں کو اپنے غصے سے ڈرا دینا یہ بہادری نہیں بلکہ غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھنا بہادری ہے۔ مہربان و کریم آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو غُصّہ پی جائے گا حالانکہ وہ نافِذ کرنے پر قدرت رکھتا تھا تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کے دل کو اپنی رضا سے معمور فرمادے گا۔

(کنز العُمّال،۳/۱۶۳ حدیث ۷۱۶۰ از غصے کا علاج، ص ۱۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

غُصّے کے علاج

پیاری پیاری اسلامی بہنو! تَحَمُّل مزاجی کو اپنانے اور غصّے پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ غُصّے کی تباہ کاریوں کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے کیونکہ ☆غصہ ہی اکثر خرابیوں کا سبب بنتا ہے۔☆بھائی بہنوں میں جُدائی کا باعث بنتا ہے☆آپس میں نفرت کو فروغ دیتا ہے۔

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: جب کسی پر غُصّہ آئے، مار دھاڑ اور توڑ تاڑ کر ڈالنے کو جی چاہے تو اپنے آپ کو اس طرح سمجھائیے: مجھے دوسروں پر اگر کچھ قدرت حاصل بھی ہے تو اس سے بے حد زیادہ اللہ پاک مجھ پر قادِر (قدرت رکھنے والا) ہے، اگر میں نے غُصّے میں کسی کا دل دکھایا یا حق ضائع کیا تو قیامت کے روز اللہ پاک کے غَضَب سے میں کس طرح محفوظ رہ سکوں گی؟

(غصے کا علاج، ص ۱۵)

غُصّے کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ غُصّہ لانے والی باتوں کے موقع پر اللہ والوں کے انداز اور ان کی حِکایات کو ذِہن میں دوہرائے، آئیے اس طرح کی تین(3) حکایتیں سنتی ہیں:

(1) کسی شخص نے اَمیرُالمؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے سخت کلامی کی۔آپ نے سر جھکا لیا اور فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے غُصّہ آجائے اور شیطان مجھے تکبُّر اور حکومت کے غُرور میں مُبْتَلا کرے، میں تم کو ظلم کا نشانہ بناؤں اور روزِ قیامت تم مجھ سے اِس کا بدلہ لو، مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوگا۔یہ فرما کر خاموش ہوگئے۔(کیمیائے سعادت،۲/۵۹۷ از غصے کا علاج، ص ۱۲)

(2) کسی شخص نے حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو گالی دی۔اُنہوں نے فرمایا: اگر قِیامت کے دن میرے گناہوں کا پلڑا بھاری ہے تو جو کچھ تم نے کہا، میں اُس سے بھی بُرا ہوں اور اگر میرا وہ پلڑا ہلکا ہے تو مجھے تمہاری گالی کی کوئی پروا نہیں۔(اتحاف السادۃ،۹/۴۱۶، از غصے کا علاج، ص ۱۲)

(3) کسی شخص نے حضرت شَعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو گالی دی، آپ نے فرمایا: اگر تو سچ کہتا ہے تو اللہ

پاک میری مغفرت فرمائے اور اگر تُو جھوٹ کہتا ہے تو اللہ پاک تیری مغفرت فرمائے۔

(احیاءُ العلوم، ۳/۲۱۲، از غصے کا علاج، ص ۱۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

قرآن کریم سے متعلق نکات

☆قرآنِ مجید کو جُزدان و غلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ کرام و تابعین عظام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اجمعین کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۱۶ ص ۱۳۹) ☆قرآنِ مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔ (اَیضاً) ☆لُغَت و نَحو و صَرف (تینوں عُلُوم) کا ایک (ہی) مرتبہ ہے، ان میں ہر ایک (علم) کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علمِ کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فِقْہ اور احادیث و مَوَاعِظ و دعواتِ ماثُورہ (یعنی قرآن واحادیث سے منقول دعائیں) فِقہ سے اوپر اور تفسیر کو ان کے اوپر اور قرآنِ مجید کو سب کے اوپر رکھئے۔ قرآن مجید جس صَندُوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۳۔۳۲۴) ☆کسی نے محض خیر و بَرَکت کے لیے اپنے مکان میں قرآنِ مجید رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتی تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیّت باعثِ ثواب ہے۔ (فتاوٰی قاضی خان ج ۲، ص ۳۷۸) ☆بے خیالی میں قرآنِ کریم اگر ہاتھ سے چُھوٹ کر یا طاق وغیرہ پر سے زمین پر تشریف لے آیا (یعنی گر پڑا) تو نہ گناہ ہے نہ کوئی کفّارہ ☆گستاخی کی نیّت سے کسی نے معاذ اللہ قرآن پاک زمین پر دے مارا یا بہ نیّتِ توہین اِس پر پاؤں رکھ دیا تو کافر ہو گئی ☆اگر قرآنِ مجید ہاتھ میں اٹھا کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر حَلَف یا قَسَم کا لفظ بول کر کوئی بات کی تو یہ بہت "سخت قَسَم" ہوئی اور اگر حَلَف یا قَسَم کا لفظ نہ بولا تو صِرف قرآنِ کریم ہاتھ میں اُٹھا کر یا اُس پر ہاتھ رکھ کر بات کرنا نہ قَسَم ہے نہ اس کا کوئی کفّارہ۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱۳ ص ۵۷۴۔۵۷۵ مُلَخَّصاً)